ویدک دھرم سمبندھی کتب درشنانند ٹریکٹ پرچارک مشن بیرون موری دروازہ لاہور سے لیں

اوم

بابا نانک اور سوامی دیانند

ٹریکٹ نمبر ۱۶

98/902

مصنفہ

سوامی درشنانند جی سرستی مترجم نیائے درشن وغیرہ

جسکو

نرسنگھ شرما جوشی آنریری پرچارک نے

امرناتھ شرما مینیجر درشنانند ٹریکٹ مشن جگراؤں کے

لئے

برہمن سٹیم پریس میں باہتمام ایس چند
پرنٹر کے چھپایا ہوا

5091

ستیارتھ پرکاش سے علیحدہ کردیا جاوے۔ اس واسطے ضرورت
معلوم ہوئی۔ کہ جو کچھ سوامی دیانند نے باوا نانک کے متعلق لکھا ہے۔ اس
کو صاف لفظوں میں پبلک کے سامنے رکھہ دیا جاوے بابا نانک صاحب
اپنے زمانے کے مہاتما آدمی ہیں۔ اور سوامی دیانند اپنے زمانہ کا عالم ویدک
دہرمیوں سے ان کا وہی تعلق ہے۔ جو ایک سپوت کا والدین سے ہوتا ہے۔ اگر
کبھی ماں باپ آپس میں لڑیں۔ تو بیٹا کس کی طرف ہو گا۔ اور کس کے خلاف وہ
آریہ سماجی جو جوش میں آکر باوا نانک صاحب کے خلاف لکھتے ہیں۔ عقلمند نہیں
کہلا سکتے اور نہ ہی وہ سکہہ جو سوامی دیانند کے خلاف گالیوں کا استعمال
کرتے ہیں گورو نانک صاحب کے سچے سکہہ کہلا سکتے ہیں۔ کیونکہ
باوا نانک صاحب کے خیال میں سنتوں کی بہت عزت ہے۔ اور
سوامی دیانند ایک سنت ہے۔ اوس کا جو اُدہ لشٹی ہو گا۔ وہ ایشور اور
باوا نانک صاحب کے خلاف ہو گا۔ یہ دوسری بات ہے۔ کہ مورکہہ
آریہ سماجی اور سکہہ جوش میں اندہے ہو کر فضول لڑائی لڑیں۔ اور
آپس کی لڑائی سے ویدک دہرمیوں کو عیسائی مسلمان ہونے کا موقعہ دیا
جاوے۔ دہرم پال کا یہ خیال کہ کوئی خدا پرست دوسروں کو
برا نہیں کہتا۔ یہ مہاشہ موصوف کی غلطی ہے۔ ورنہ ایسی کوئی الہامی کتاب

اوم
بابا نانک صاحب اور سوامی دیانند جی

آجکل آریہ اور سکھوں میں گھریلو جھگڑا ہو جانے سے عیسائی اور مسلمانوں کی بن آئی ہے۔ کوئی باوا نانک صاحب کو مسلمان ظاہر کر کے سکھوں کو مسلمان بنانا چاہتا ہے۔ کوئی آریہ اور سکھوں کو لڑا کر سوامی دیانند کو ویدک دہرم کے پرچار کے کام میں ناکامیاب دکہانا چاہتا ہے۔ آجتک عام جاہل کہتے تھے۔ کہ سوامی دیانند نے باوا نانک صاحب کی نندا کی ہے۔ جس کو ہم ان کی ناواقفی پر محمول کر کے خاموش رہتے۔ لیکن اب جبکہ دھرم پال جیسا شخص جو اپنے آپ کو سوامی دیانند کا پیرو کہہ رہا ہے۔ اور ساتھ ہی آریہ سدھانتوں کی واقفی کی ڈینگ مار رہا ہے۔ اس ستیارتھ پرکاش کو جس کا نوٹس سمت ۱۹۳۲ میں رشی نے تجرویدبھاشیہ کے پہلے بھج دیا تھا۔ دوبارہ چھپ ڈالنے کی دہن میں مست ہے۔ اب تک ہمارا یہ خیال تھا۔ کہ یہ لڑائی لالہ منشی رام اور دہرم پال کی شخصی ہے۔ منشی رام پتا ہے۔ دہرم پال پتر ہے اس گھریلو جھگڑے میں دوسروں کا دخل دینا فضول ہے۔ لیکن اب دہرم پال نے سکھوں کو آریہ سماج کے برخلاف بڑکانا شروع کر دیا اور وہ چاہتا ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش کا وہ مضمون جو سوامی دیانند کی سچائی کا ثبوت ہے۔

وے بیچارے ویدوں کی مہما کبھی نہیں جان سکتے جو نانک جی ویدوں کا مان کرنے تو اُن سمپردائے چلنا۔ نہ وے گوروں بن سکتے تھے۔ کیونکہ سنسکرت ودیا تو پڑھے نہیں تھے۔ تو دوسرے کو پڑھا کر شش کیسے بنا سکتے تھے۔ یہ سچ ہے۔ کہ جس سمے نانک جی پنجاب میں ہوئے تھے۔ اس سمے پنجاب سنسکرت ودیا سے سرودھا رہت مسلمانوں سے پیڑت تھا۔ اس سمے کچھ لوگوں کو بچایا۔ نانک جی کے سمے کچھ لوس کا سمپردائے یا بہت سے شش نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ جاہلوں میں چال ہے۔ کہ مرے پیچھے ان کو سدھ بنا لیتے ہیں۔ پشچات بہت سا مہاتم کر کے ایشور کے سمان مان لیتے ہیں۔ ہاں نانک جی بڑے دھناڈھیہ اور رئیس بھی نہ تھے۔ پر تو اُن کے چیلوں نے نانک چندرودے اور جنم ساکھی آدی میں نہی سدھ اور بڑے ایشوریہ والے تھے۔ لکھا ہے۔ نانک جی کے براہ میں بہت سے گھوڑے رتھ ہاتھی۔ سونے چاندی کے موتی آدی رتنوں سے جڑے ہوئے اور امولیہ رتنوں کا پاراور نہ تھا۔ لکھا ہے بھلا یہ گپوڑے نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ اس میں ان کے چیلوں کا دوش ہے۔ نانک جی کا نہیں

ناظرین سوامی دیانند سرستی کا یہ لیکھ ہے۔ جس کو پڑھ کر لوگ کہتے ہیں۔ کہ سوامی دیانند نے گورو نانک صاحب کی نندا کی ہے۔ اس لیکھ میں دو حصہ ہیں۔ ایک حصہ تو سوامی دیانند کی اپنی رائے کا ہے

نظر نہیں آتی۔ جس میں کسی کی نندا نہ ہو۔ انجیل کو دیکھو۔ مسیح جسکو شانتی کا شہزادہ کہا جاتا ہے۔ صاف لفظوں میں کہتا ہے۔ کہ جتنے مجھ سے پہلے آئے۔ سب چور اور ڈاکو تھے۔ کیا سوامی دیانند نے اس سے زیادہ سخت لفظوں کا استعمال کیا ہے۔ سوامی دیانند نے جو رائے گورو صاحب کے متعلق دی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

پرشن۔ پنجاب دیش میں نانک جی نے ایک مارگ چلایا ہے۔ کیونکہ وے بھی مورتی کا کھنڈن کرتے تھے۔ مسلمان ہونے سے بچاتے۔ وہ بھی سادھو نہیں ہوئے کنتو گرہست بنے رہے۔ دیکھو انہوں نے یہ منتر اپدیش کیا ہے۔ اسی سے دوت ہوتا ہے۔ کہ انکا آشا اچھا تھا۔ اوم ست نام کرتا پرکھ نربھو نرویر اکال مورت اجونی سیبھنگ گور پرشاد جپ آدی سچ جگادی سچ ہے بھی سچ ہوسی بھی سچ جپ جی پوڑی ا۔ اوم جسکا نام ست ہے وہ کرتا پرکھ ہے۔ اور خوف سے رہت اکال مورتی۔ جو کال میں اور جونی میں نہیں پرکاش مان ہے۔ اسی کا جپ گورو کی کرپا سے کرو وہ پرماتما آدی میں سچ تھا جگادی بھی سچ ورتمان میں سچ ہو گا بھی سچ۔

اُتر۔ نانک جی کا آشے تو اچھا تھا۔ پر ودیا کچھ نہیں تھی۔ ہاں اس دیش کی گراموں کی جو بھاشا ہے۔ اسے جانتے تھے وید آدی شاستر اور سنسکرت کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ جو جانتے ہوتے۔ نربھے شبد کو نربھو کیوں لکھتے۔ اور اسکا

دوسرا حصہ گرنتھ صاحب کے مضامین کا ہے۔ اپنی رائے کے حصہ میں سوامی دیانند باوا نانک صاحب اچھا ہونا بتلاتا ہے۔ اور نانک صاحب کے چیلوں کو دوشی قرار دیتے ہیں۔ نہ کہ نانک صاحب کو۔ دوسرے حصہ پر جو نتائج ہیں۔ ان سے نندا نہیں پائی جاتی۔ بلکہ سوامی دیانند کی سچائی کا اظہار ہوتا ہے۔ اگر یہ جوشیلے سکھ گرنتھ صاحب کو غور سے پڑھیں۔ تو ان کو اس سے زیادہ ویدک دہرم کے خلاف ملیگا۔ جو حقیقت میں غلط ہے۔ مثلاً لکھا ہے۔ کہ پانڈو دیکھی تیری گائیتری لودھون کا کھیت کھائی تھی۔ ناظرین گائیتری ایک وید کا منتر ہے۔ جس کا کھیت کو کھانا ناممکن ہے۔ گائیتری کی ٹانگ توڑنا اور لنگڑانا کسطرح ممکن ہے۔ کہاں لکھا ہے۔ نامے بھگت کی بانی میں اگر باوا نانک جی کے چیلے گرنتھ صاحب میں اس قسم کی بانیاں نہ بھرتے۔ تو سوامی دیانند کو اس قسم کا نتیجہ نکالنے کا موقعہ نہ ملتا۔ اگر دہاشئے دہرم پال جی گرنتھ صاحب کو غور سے پڑھتے تو کبھی اس غلط نتیجہ پر نہ پہونچتے۔ باوا نانک صاحب تو نیک تھے۔ لیکن ان کے چیلوں نے ایسی غلط باتیں ان کے نام سے منسوب کردی ہیں۔ کہ جن سے ہر

ادر شٹانت ان کا بنایا سنسکرتی استوتر ہے وہ چاہتے تھے۔ کہ نہیں
بھی یگ اڈہادن۔ پرنتو بناپڑے ہے سنسکرت کیسے آسکتا ہے۔ ہاں ان گرامیوں
کے سامنے جنہوں نے کبھی سنسکرت سنی نہیں۔ سنسکرتی بنا کر سنسکرت کے پنڈت
بن گئے ہونگے۔ یہ بات اپنی ماں پرتشٹھا اور اپنے کہانی کی اچھیا بنا کبھی نہ کرتے انکو اپنی پرتشٹھا
کی اچھیا اونیہ تھی۔ نہیں تو جیسی بہا شا جانتے تھے۔ کہتے رہتے۔ اور یہ بھی کہدیتے
کہ میں سنسکرت نہیں پڑھا۔ جب کچھ ابھیمان تھا تو مان پرتشٹھا کے لیے کچھ
دمبھ بھی کیا ہوگا۔ اس لئے ان کے گرنتھ میں جہاں تہاں ویدوں
کی نندا اور ستوتی کی ہے۔ کیونکہ جو ایسا نہ کرتے تو ان سے
بھی کوئی وید کا ارتھ پوچھتا جب نہ آتا تب پرتشٹھا نشٹ
ہوتی۔ اس لیئے پہلے اپنے ششیوں کے سامنے کہیں کہیں
ویدوں کے وردھ بولتے تھے۔ اور کہیں کہیں وید کو اچھا
بھی کہا ہے۔ اگر کہیں اچھا نہ کہتے تو لوگ انکو ناستک کہتے۔ جیسے وید پڑھنت برہما
مرے چاروں وید کہانی۔ سادہ کی مہما وید نہ جانے سکھمنی پوڑی ۔ جو نانک برہم گیانی
آپ پرمیشور کیا وید پڑھتے والے مر گئے اور نانک جی ادی اپنے آپکو امر سمجھتے تھے
کیا وے نہیں مر گئے۔ وید تو سب ودیاؤں کا بھنڈار ہے۔ پرنتو چاروں ویدوں
کو جو کہانی کہے اوس کی نسبت بہت باتیں کہاتی ہیں۔ جو مورکھوں کا نام سادھو ہوتا ہے

بھگتوں کی بانیاں ہیں۔ انہیں ہندوں کے دیوتاؤں کی بھی نندا ہے۔ یہاں تک کہ جن سکھ لوگ جن کیسوں کی عزت کرتے ہیں۔ جن کے کٹوانے کے سبب سے سکھوں اور آریوں میں لڑائی ہوتی ہے۔ کبیر صاحب کی بانی میں تو انکی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ بہادین لابے کیس بھادین گھر منڈا کیا ہمارے تت خالصہ بھائی گرنتھ صاحب میں سے اس بانی کو نہیں پڑھتے۔ اگر پڑھتے ہیں۔ کہ جہاں کیس رکھنا سکھوں کی خوشی پر منحصر ہے۔ وہاں گرنتھ صاحب کی رو سے منڈوانا بھی خوشی پر ہے۔ اسمیں کسی قسم کا مذہبی حرج نہیں۔ جسطرح اور سارا جسم جلکر خاک سیاہ ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی کیس بھی اس شریر کا ایک جزو ہیں۔ جنکا دہرم سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ دہرم من سے تعلق رکھتا ہے۔ دہرم سچائی ہے۔ اس کو نہ آریہ پرواہ سے دیکھتے ہیں۔ نہ سکھ۔ دہرم دوسروں کے دل کو دکھ نہ دینا ہے۔ جس کی کسی کو پرواہ نہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ اس وقت جوش دلا کر اسمیں لڑانے سے کسی بیوقوف کو فایدہ بھی ہو جیسے مقدمہ بازی میں وکیلوں کے گھر بھرتے ہیں۔ ایسے ہی آریہ سکھوں کے جھگڑے سے کئی اپدیشک۔ کو تکوں کا فایدہ ہو لیکن دہرم کو سراسر نقصان ہے۔ کیونکہ انسان کی زندگی کو فضول کھونا عقلمندی نہیں، جسقدر وقت صرف ہو۔ اس سے یا تو ایشور کی بھگتی ہو۔ یا آتمائی و دیا ٹھب ہے۔ لوگوں کا اپکار ہو۔ علاوہ ان باتوں کے۔ جو شر ضایع ہوتی

ایک شخص ایسی نتیجہ پہ پونہچ سکتا ہے۔ جیسے سوامی دیانند پونہچے ہیں۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ

وید پڑھت برہما مرے چاروں وید کہانی

جواب۔ اگرچہ یہ لفظ عام آریوں کی نظر میں نہ بھی آئے ہوں۔ لیکن یہ مضمون غلط نہیں۔ کیونکہ وید پڑھ برہمے جنم گوایا۔ اس کا مطلب بھی ویسی وید کی نندا ہے۔ کیونکہ اگر وید کے پڑھنے سے جنم گوایا جاتا ہے۔ تو وید ایک فضول سی بات ہو جاتی ہے۔ لیکن باوا نانک صاحب ویدوں کو ایشور کی اگیا تسلیم کرتے ہیں۔ ہری اگیا ہوئے وید پاپ پن وچاریا۔ وہ یہ بھی بتلاتے ہیں۔ اونکار سے پیدا ہوئے ہیں۔ یعنی جس نے اس دنیا کو پیدا کیا ہے۔ اسے وید تران کہتے ہیں۔ گرنتھ صاحب میں جسقدر نندا ہے وہ بہت کم باوا نانک صاحب کی بانی میں ہے۔ زیادہ تر نامے اور کبیر وغیرہ کی بانی میں ہے۔ ہم حیران ہیں۔ کہ اس مجموعے کو جسکو مختلف لوگوں نے بنایا ہے۔ جن کے خیالات کہیں مختلف ہیں۔ گورو نانک صاحب کے گلے مڑھنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ اگر سکھ لوگ باوا نانک صاحب کی تعلیم پر ہی اپنے مذہب کی بنیاد رکھتے ۔ تو وہ بہت ہی مبارک ہوتا۔ موجودہ گرنتھ صاحب میں جو بھگتوں

جو دادو صاحب کو مانتا ہے۔ وہ دادو پنتھی کہلاتا ہے۔ جو نانک صاحب
کو آچاریہ جانتا ہے۔ وہ نانک پنتھی کہلاتا ہے۔ اگر ان بزرگوں کے ماننے
والے کی کمی کو محسوس کر کے ان کو الگ کر کے خدا پرستی کیطرف لگ جاویں تو کل
مذہب کے انسان سکھ سے گذر سکتے ہیں۔ انسان پرستی نے ہی ہر ایک ملک میں
جھگڑے ڈال رکھے ہیں۔ شعیہ سنیوں کا جھگڑا مردم پرستی نے کرایا۔ جس میں
محمد صاحب کی سارے آل انکے ماننے والوں نے قتل کر دیئے جس کا ہر سال
محرم میں ذکر کر کے یادگار قایم کیجاتی ہے۔ ایسا جھگڑا سب قوموں میں
پایا جاتا ہے۔ جب خلق کے درمیان پھوٹ پیدا کرنے والی مردم پرستی ہے۔
اور ایکتا پیدا کرنے والی خدا پرستی ہے۔ تو ہر آچاریہ کا فرض اعلےٰ ہے۔
وہ سمپردا کے لوگوں کو انکے آچاریہ کی کمزوریاں دکھا کر ان کی مردم پرستی سے
دور رکھے۔ اگرچہ نانک جی نے کہیں اپنے آپ کو ایشر کا اوتار بنانے کی
کوشش نہیں کی۔ لیکن ان کے چیلوں نے ان کو ایشر کا اوتار بنا ہی دیا
معمولی لوگوں کی تو کیا بات ہی۔ ساد ہو کیشوانند اور داسی نے جو اچھا خاصہ
پنڈت تھا۔ اپنے آتما کا خون کر کے سوامی دیانند کو جھوٹھا ثابت
کرنے کیلئے مہاتما نانک جی کے نام سے نرا کار دھاں کے سوتر بنائے جس
سے ثابت ہو۔ کہ نانک جی سنسکرت خوب پڑھے ہوئے تھے۔

ہے۔ وہ نقصان ہے۔ اس کو کوئی عقلمند اچھا نہیں کہتا۔ بے عقلوں کے
کام گو مفید ہیں۔ لیکن غلطی سے اس کو اچھا ہی خیال کرتے ہیں۔ بہت سے
لوگ کہینگے۔ کہ خدا پرست لوگ دوسروں کی کمزوریاں کیوں دکہاتے ہیں۔ اسکا
جواب یہ ہے۔ کہ انسان خواہ کیسا ہی اچھا ہو۔ کچہہ نہ کچھ کمی ضرور ہوتی
ہے۔ سوائے پرمیشر کے نقص سے مبرا کوئی انسان نہیں ہو سکتا۔ انسان
میں خوبی اور خرابی ضرور ہوتی ہے۔ عوام کو اس کی خوبیوں پر نظر ڈالنی چاہئے
اور اچاریوں کی خرابیوں کو ظاہر نہ کریں۔ تو لوگ اس کو خدا سمجھنے لگیں
جس سے مردم پرستی پھیل جائے۔ جسکا نتیجہ سوائے خلق خدا کا نقصان
ہونے کے دوسرا نہیں ہو سکتا۔ لہذا ہر اچاریہ کا فرض اعلی ہے۔ کہ وہ
دنیا میں مردم پرستی کو روکے۔ کیونکہ خدا تو سب دنیا کا ایک ہی ہے۔
خدا پرستی سے دنیا میں جھگڑا پیدا نہیں ہوتا۔ صرف مردم پرستی ہے۔ جو
خلق خدا کو لڑا کر مارتی ہے۔ عیسائی مسلمان دونوں خدا کو ماننے میں
خدا پرستی میں کوئی اختلاف نہیں۔ اگر جھگڑا ہے۔ تو مسیح اور محمد صاحب
کی ذات سے جو مسیح کو مانتا ہے۔ وہ عیسائی کہلاتا ہے۔ اور جو محمد صاحب
کو تسلیم کرتا ہے۔ وہ محمڈن کہلاتا ہے۔ جو بدھ کو مانتا ہے۔ وہ بدھ مذہب
خیال کیا جاتا ہے۔ جو کبیر صاحب کو مانتا ہے۔ وہ کبیر پنتھی کہلاتا ہے

بابا نانک کے خلاف لکھا ہوا ہوتا۔ تو بہت ایسے تحریر کر دیتے
جس سے خالصہ صاحبان کو اپنے سدھانت سے نفرت ہوتی بلکہ سوامی
دیانند نے تو نانک کی سدھانت پر اعتراض کرتے نہیں ہیں جس سے ثابت
ہے۔ کہ ان کو سدھانتوں سے بہت کم اختلاف ہے۔ بلکہ ان کو ان
سے اچھا جانکر ان کی بڑائی کرتے ہیں۔ سوامی دیانند اور نانک کے
انویائیوں کو مردم پرستی کی بیماری سے بچنے کے واسطے کوشش کرتے
ہیں۔ ہمارے خالصہ دوست سوامی دیانند کو گالیاں دینا دھرم
خیال کرتے ہیں۔ یعنی نقلی آریہ سماجی دونوں فرقوں میں لڑائی کرانے کیواسطے
ایسے مضمون لکھکر دیتے ہیں۔ جس سے سکھ لوگ بھڑک جاویں۔ ہم اوپر
بتلا چکے ہیں۔ کہ سوامی کا کام آچاریوں کی خوبیاں گرہن کرنا ہے۔ آریہ سماج
کے لوگوں کا یہ برتاؤ جس سے بابا نانک صاحب کی توہین ہو۔ ایک
گن ویدنت ہے۔ سکھوں کا سوامی دیانند کو گالیاں دینا بابا نانک
صاحب کے مت کے سراسر خلاف ہے۔ نہ تو وہ شخص آریہ کہلا
سکتا۔ کہ جس نے بابا نانک صاحب کے خلاف لکھکر سکھوں کو رنجیدہ
کیا ہو۔ نہ ہی وہ بابا نانک کا سکھ ہو سکتا ہے۔ کہ جو سوامی دیانند
جیسے سنت سے دویش کرتا ہے۔ آریہ سماج کا کام سنسکار کا پرچار کرنا ہے

سوامی دیانند جی نے اُن کو سنسکرت، ودیا سے ناواقف لکھا ہے۔ وہ سراسر
جھوٹ ہے۔ سادھو جی نے اپنے سوتروں پر اپنا بھاشیہ بھی کیا ہے۔ جس
سے اپنا نام بھی کرلیا، اور آچاریہ کا نام بھی ہوگیا۔ سوال یہ ہے۔ کہ ہماری
یہ حالتیں ہماری آتما کیلئے لابھ دایک ہوسکتی ہیں۔ جہانتک شاستروں
سے گیان ہوتا ہے۔ اُس سے بھی تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ جیسا من پر کرم
کا سنسکار ہوتا ہے۔ ویسا ہی اسکا پھل ملتا ہے۔ جس کرم کے کرتے
وقت من میں چالبازی کا سنسکار پیدا ہوا۔ اسکا پھل نیک کیسے
ہوسکتا ہے۔ ہماری رائے میں سادھو کیشوانند جی کی یہ چال سوامی
دیانند جی کے راستہ میں اُن چالوں سے جو دوسرے سکھ کر رہے ہیں
زیادہ نقصان دہ ہو۔ چونکہ یہ پستک عام آریوں کی نظر سے نہیں گذری
اس واسطے وہ اُس کی خرابیوں سے لاپرواہ ہیں۔ سوامی دیانند کے خلاف
چاروں طرف کوشش ہو رہی ہے۔ وہ جسطرح اُن کی زندگی میں
چاروں طرف لوگ شاستر ارتھوں کے ذریعہ انکے مشن کو روکنے
کی کوشش کرتے تھے۔ ایسے ہی ہر ایک گروہ کے لوگ جھوٹ لکھکر ان
کے مشن کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن پرماتما کے
سروگیہ ہونے [illegible] سب کوشش فضول ہے۔ اگر سوامی دیانند

والے جانتے ہیں - کہ پہلے سمبلاس میں ادم کی چرچا کی ہے - اور ایشور کے ناموں کی ویاکھیا کر کے بتلایا ہے۔ کہ سوامی دیانند کا اُودیش اونکار کی بھگتی پھیلانا ہے - آریہ سماج کا پہلا دوسرا نیم بھی اسبات کی شہادت دیتا ہے دوسری طرف گرنتھ صاحب بھی اونکار کی اوپاسنا ہی لازمی قرار دیتا ہے - گویا دونوں سوسائیٹیوں کی بنیاد ایک ہی ہے - فرق صرف شاخوں میں ہے - ایک شاکھا اگر جنوب کو جاتی ہے - تو دوسری مشرق کو - یہ فرق اکثر درختوں شاکھاؤں میں دیکھا جاتا ہے - لیکن ان میں ورودھ نہیں کہا جاتا - کیونکہ وہ ایک دوسرے کی ترقی روکنے والی نہیں ہوتیں ایسے ہی اگر سنگھ سبھائیں اس بات کا پتہ لگائیں کہ عرصہ دس سال میں کسقدر سکھ عیسائی ہوئے کتنے مسلمان - کتنوں نے دیوسماج میں جاکر بابا نانک صاحب کے خلاف ایشور کی ہستی سے انکار کیا - اور آریہ لوگ اپنا پتہ لگائیں - اور ہندؤں کو ویدک دھرم

ہرگز نہیں۔ سوامی دیانند نے جو کچھ لکھا۔ وہ سکھوں کو مردم پرستی سے ہٹا
پرماتما کے بھگت بنانے کے واسطے لکھا ہے۔ اور باوا نانک صاحب
بھی سکھوں کو ایشر بھگتی سکھلانے کا اُپدیش رکھتے تھے۔ کیا بے سمجھی
سے سناسی کو گالیاں دینے سے ایشر بھگتی پوری ہو سکتی ہے۔ دونوں
طرف سے جو برتاؤ آپس میں ہو رہے ہیں۔ وہ عقلمندی کے نہیں۔ نہ تو کسی سنگھ سبھا
کو یہ طاقت ہے۔ کہ وہ گرنتھ صاحب سے گایتری وغیرہ کی تعداد کو نکال الگ
کرے۔ اور نہ ہی کسی آریہ سماجی کی طاقت ہے۔ کہ وہ سوامی دیانند کی
پستکوں میں سے کسی مضمون کو خارج کر دے۔ اس کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں
جنہوں نے اسکو لکھا ہے۔ گرنتھ صاحب میں جو ہندو دیوتوں کی تعداد کی
ہے۔ اس کے ذمہ وار وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے اسے گرنتھ
صاحب میں داخل کیا۔ موجودہ سکھوں کا اس میں
کیا قصور ہے۔ ستیارتھ پرکاش میں جو کچھ لکھا ہے
وہ سوامی دیانند کی ذمہ واری سے ہے۔ اس میں
موجودہ آریوں کا کیا قصور ہے۔ جب دونوں ہی
سوسائٹیوں کا اُپدیش ایک ہی یعنی ایشور کی بھگتی اور
سچائی پھیلانا ہے۔ ستیارتھ پرکاس کے پڑھنے

سے نشٹ ہونے سے بچائے ۔ تو سب ایک ہی
درخت کی شاکہا ہونے سے ایک دوسرے کے واسطے
مفید ہو سکتی ہیں ۔ اور ان ہنتوں سے جو اونکار کی اُوپاسنا
چھوڑ کر ان کو نقصان پونچانے کا پرشارتھ کرکے اپنی
حفاظت کر سکتی ہے ۔ یہ سبھا بھی بجائے مفید ہونے
کے مضر ہو جاوے گی ۔ سکھوں کو سوامی دیانند کی ایسی ہی
عزت کرنی چاہیے ۔ جیسی کہ ایک مہنت کی اور آریوں
کو باوا نانک کو عزت سے یاد کرنا چاہیے ۔ گویا ان باپ
خیال کرکے ان باتوں میں دخل نہیں دینا چاہیے ۔ جس سے
بھائیوں میں لڑائی کا بیج بویا جاوے

تمام شد

سب قسم کے ٹریکٹ دھارمک تقسیم کرنیوالے ۴؍ سینکڑہ
مینیجر درشٹانت ٹریکٹ پرچارک مشن لاہور سے ملتے ہیں